93635- مسلمان لڑکی کا کیتھولک عیسائی سے شادی کرنا اور اولاد کا کفار کی طرف منسوب ہونا

سوال

میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ ایسا شخص جو ابھی نیا مسلمان ہوا ہو اور اس کا خاندان کیتھولک عیسائی ہو شادی کر لے تو کیا ہو گا.

اور شادی کے بعد بچے اپنے آخری باپ کا نام اپنے ساتھ لگا سکتے ہیں یا نہیں حالانکہ وہ غیر مسلم ہے، برائے مہربانی مجھے کوئی نصیحت کریں.؟

پسندیدہ جواب

دین اسلام نے مسلمان عورت کے لیے
مسلمان شخص کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنا حرام قرار دیا ہے، اور یہ معاملہ متفق
علیہ ہے علماء کرام میں اس کے بارہ میں کوئی اختلاف نہیں.

امام قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی بھی
حالت میں مشرک شخص مومن عورت سے وطئ نہیں کر سکتا، کیونکہ اس میں اسلام کی توہین ہے
"

دیکھیں : تفسیر القرطبی (72/3).

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (
69752) اور (
6402) اور (
22468) کے جوابات کا مطالعہ ضرور
کریں.

مسلمان عورت کے لیے ایسے مسلمان شخص
کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے جسے اللہ نے ہدایت دی اور وہ کفر کو ترک کر کے مسلمان ہو
گیا، اور یہ کوئی اہم نہیں کہ اس کا خاندان اور فیملی کیتھولک ہو یا کوئی کفریہ
مذہب رکھتا ہو، اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ اس کا اسلام قدیم ہو یعنی وہ بہت عرصہ قبل
مسلمان ہو چکا ہو، یا پھر وہ کچھ عرصہ قبل اسلام قبول کرنے والا ہو.

لیکن اہم چیز تو یہ ہے کہ اس کا
اسلام حقیقی ہو نہ کہ صوری جو صرف ایک مسلمان عورت سے شادی کرنے کے لیے قبول کیا
جائے؛ وہ اس طرح کہ وہ اپنا اسلام قبول کرنے کو اطمنان اور راضی و خوشی اسلام قبول
کرنا ظاہر کرے، لیکن حالت اس کے برعکس اور خلاف ہو، اگر اس حالت پر معلوم ہو جائے
تو پھر اس جیسے شخص پر اسلام کے احکام لاگو نہیں ہونگے.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ
کہتے ہیں :

"آپ کے لیے "لا الہ الا اللہ"
کلمہ کو سمجھنا ضروری ہے یہ کلام سب سے افضل ہے، اور دین کی اصل یہی کلمہ ہے، اور
ملت کی اساس بھی یہی کلمہ لا الہ الا اللہ ہے، اور یہی وہ کلمہ ہے جس کی سب انبیاء
نے اپنی اقوام کو دعوت دی تھی، سب انبیاء نے اپنی قوموں کو اسی کلمہ کی دعوت کی
ابتدا دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اس کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

**{اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی
مبعوث کیا اس کی جانب ہم نے یہی وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں تم
میری ہی عبادت کرو}** الانبیاء (25).

اور ہر رسول نے اپنی قوم کو یہی کہا
کہ :

**{اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لیے اس
کے علاوہ کوئی اور معبود والہ نہیں ہے}**.

یہ کلمہ دین و ملت کی اساس و بنیاد
ہے، یہ کلمہ کہنے والے کے لیے اس کے معانی کو جاننا ضروری ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ
اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی اور معبود حق نہیں، اور اس کلمہ کی کچھ شروط ہیں :

اس کے معانی کا علم ہو، اور اس پر
یقین ہو کہ صحیح ہے اور کسی بھی قسم کا شک و شبہ نہ، اور یہ کلمہ خالصتا اللہ وحدہ
کے لیے ادا کیا جائے، اور دل و زبان کی صدق و سچائی کے ساتھ کہا جائے، اور یہ کلمہ

جس اخلاص پر دلالت کرتا ہے اس سے محبت بھی ہو، اور اسے قبول کیا جائے، اور اس کے
سامنے سر خم تسلیم بھی ہو، اور اللہ کی توحید کا اقرار ہو، اور شرک اور غیر اللہ کی
عبادت سے برات اور اسے چھوڑا جائے، اور اس کے باطل ہونے کا عقیدہ رکھا جائے.

یہ سب لاالہ الااللہ کی شروط ہیں،
اور اس کا معنی یہی صحیح ہے کہ مومن مرد اور مومن عورت غیر اللہ کی عبادت سے برات
کا اظہار کرے، اور حق کے سامنے سر تسلیم خم اور اس کی اطاعت کرے، اور اسے قبول کرتا
ہوا اللہ سے محبت رکھے اور اس کی توحید کو مانے، اور اس کے لیے اخلاص ہو، اور اس
کلمہ کے معانی میں کوئی شک وشبہ نہ ہو.

کیونکہ بعض لوگ یہ کلمہ تو پڑھتے ہیں
لیکن وہ اس پر ایمان نہیں رکھتے بالکل منافقین کی طرح جس طرح انہیں شک تھا یہ بھی
شک کا شکار ہیں، یا پھر تکذیب کرتے ہیں.

اس لیے علم و یقین اور صدق و سچائی،
اخلاص و محبت، اور اطاعت و قبول اور براءت شرط ہے.

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (3/
49–50).

کلمہ کی شروط اور اس کے دلائل کی
مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (
9104) اور (12295) کے جوابات
کا مطالعہ ضرور کریں.

دوم:

مسلمان عورت کا کسی مسلمان شخص سے
شادی کرنے کے بعد اس کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوگی، اس کے علاوہ کسی اور کی
طرف منسوب ہونا جائز نہیں، حتی کہ اگر اس کے گھر والے کافر بھی ہوں تو اس نسب کی
بنا پر اس کے نتیجہ میں بہت سارے احکام ثابت ہوتے مثلا: صلہ رحمی وراثت اور حرمت یا
شادی کی اباحت وغیرہ.

اس لیے کسی مسلمان بیٹے کا اپنے باپ
اور اس کے خاندان کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونا جائز نہیں، اس سلسلہ میں سنت
نبویہ میں بہت شدید قسم کی وعید آئی ہے، اور اس واقع کے مخالف کو کبیرہ گناہ کا
مرتکب ٹھرایا گیا ہے.

سعد بن ابی وقاص اور ابو بکرہ رضی
اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کسی نے بھی اسلام میں اپنے باپ
کے علاوہ کسی اور کے باپ ہونے کا دعوی کیا اور وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا باپ
نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4072) صحیح
مسلم حدیث نمبر (63).

اور ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ بیان
کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص بھی جان بوجھ کر باپ کے
علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہو تو اس نے کفر کیا، اور جس نے بھی کسی قوم میں سے
ہونے کا دعوی کیا اور وہ ان میں سے نہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (3317) صحیح
مسلم حدیث نمبر (61).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"حدیث میں معروف نسب سے نفی کرنے
اور کسی اور کی طرف منسوب ہونے کی نفی کی گئی ہے.

دیکھیں: فتح الباری (308/10).

انبیاء اور صحابہ کرام اور تابعین
اور اہل علم میں سے کسی سے یہ معروف نہیں کہ انہوں نے اپنے اباء واجداد اور والدین

کے کافر ہونے کی بنا پر کسی اور کی طرف نسبت کی ہو! بلکہ کوئی عقل و دانش والا شخص ایسا کر ہی نہیں سکتا؛ کیونکہ اس کے نتیجہ میں بہت ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں.

اور اگر کوئی شخص شخصیات کی سیرت اور
ان کے تراجم والی کتب پر غور و فکر کرے تو وہ ان شخصیات کے آباء واجداد کے عجمی نام دیکھے گا جو کہ بہت سارے مسلمان علماء کے والدین تھے؛ کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اولاد پر مسلمان ہونے کا انعام کیا، لیکن ان کے باقی خاندان اور گھر والے کافر ہی رہے اور ان علماء کرام کا نسب نامہ وہی رہا اور عجمی اور عجیب و غریب نام ہونے کے باوجود ان کا نسب نامہ تبدیل نہ ہو، حالانکہ ان کا دین بھی کفر والا تھا.

اور جب شریعت مطہرہ نے منہ بولا بیٹا
حرام کر دیا تو پھر اس منہ بولے بیٹے کو بھی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرح اور کسی دوسرے قبیلہ اور قوم کی طرف منسوب کرنا حرام کر دیا گیا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

}انہیں ان کے باپوں کے نام سے
پکارو، یہ اللہ کے ہاں زیادہ انصاف والی بات ہے{الاحزاب (5).

اور باپ کا علم نہ ہونے کی صورت میں
یعنی اگر بچہ گمشدہ ہو تو اسے کسی معین شخص کی طرف منسوب نہیں کیا جائیگا، بلکہ اسے بھائی اور غلام کے ساتھ پکارا جائیگا.

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے
مندرجہ بالا آیت کے آخر میں فرمایا ہے :

اگر تمہیں ان کے باپوں کا علم نہ ہو
تو وہ تمہارے دینی بھائی اور غلام ہیں.

اور کفار کی تقلید میں کچھ مسلمانوں
میں جو خرابیاں پائی جاتی ہیں ان میں یہ بھی کہ بعض مسلمان اپنی بیوی کو خاوند کی طرف منسوب کرتے ہیں یعنی بیوی کے ساتھ خاوند کا نام ذکر کیا جاتا ہے، یہ حرام اور برائی ہے، بلکہ بیوی کو اس کے باپ کی طرف منسوب کرنا واجب ہے.

بیوی کا اپنے باپ کی بجائے کسی اور
طرف منسوب ہونے کے حکم کو ہم سوال نمبر (
2537)اور(1942)اور(
4362)اور(
6241)کے جوابات میں بیان کر چکے
ہیں آپ اس کا مطالعہ کریں.

خلاصہ :

مسلمان عورت کے لیے اس مسلمان شخص سے
شادی کرنا جائز ہے جس نے نیا نیا اسلام قبول کیا ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کا قبول
اسلام صدق دل اور یقین کے ساتھ ہو، اور اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ اس کا خاندان ابھی
کفر پر بھی ہو، اور یہ واجب ہے کہ اس کی اولاد مسلمان والد کی طرف منسوب ہوگی چاہے
اس کے آباء واجداد کافر ہی ہوں، اس کے علاوہ کچھ جائز نہیں.

واللہ اعلم.